إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ (سورۂ حجر آیت: ۹)

’’ہم نے خود قرآن کو اتارا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں‘‘۔ (قرآن)

اصلاحِ معاشرہ سلسلہ اشاعت نمبر ۱۹

’’یونائیٹڈ ہندو فرنٹ‘‘ کی طرف سے قرآن کی

۲۴ آیتوں پر اعتراض

اور ہماری طرف سے ایک ایک آیت کا

مختصر جواب

مولانا ارشد مدنی

صدر جمعیۃ علماء ہند

شائع کردہ

شعبۂ نشر و اشاعت جمعیۃ علماء ہند

۱- بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

’’یونائیٹڈ ہندو فرنٹ‘‘ کی طرف سے قرآن کی ۲۴؍آیتوں پر اعتراض اور ہماری طرف سے ایک ایک آیت کا

مختصر جواب

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو اسیم کرپالو مہا دیالو ہے

محترم جے بھگوان گویل جی.........................آداب

قرآن کی ۲۴؍آیتوں کے سلسلہ میں آپکا خط مجھے ملا جس کا حاصل یہ ہے کہ ان آیتوں کو قرآن سے نکال دیا جائے؛ کیونکہ یہ آیتیں غیر مسلموں کو مارنے، کاٹنے، لوٹنے، جہاد کرنے، زندہ جلا دینے یا زبردستی مذہب تبدیل کرانے کا حکم دیتی ہیں۔

محترم گویل صاحب میں آپ کو بہت قوت کے ساتھ یہ بات بتاتا ہوں کہ آپ کو یہ جس نے بتایا ہے وہ قرآن سے ناواقف ہے نہ وہ قرآن کو جانتا ہے نہ قرآن کی تفسیر اور بیاکھیا سے واقف ہے اور نہ وہ عربی زبان اور اس کے گرامر کو جانتا ہے...... اس لئے اس کا ترجمہ اور مطلب غلط لکھتا ہے۔

اسی وجہ سے جہاں قرآن میں کافر یا مشرکوں سے جہاد یا قتال اور لڑائی کا ذکر آیا ہے آپ نے اس کا مطلب ہر جگہ بنا سوچے سمجھے تمام غیر مسلم کے لئے کیا ہے، یہ آپ

کی سب سے بڑی بنیادی غلطی اور نادانی ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہی وہ بنیادی غلطی ہے جس پر آپ کے تمام اعتراضات ٹکے ہوئے ہیں؛ حالانکہ اگر آپ وہیں دو چار آیت پہلے سے مضمون پر غور کرلیں تو صاف ہو جائے گا کہ قتال یا عذاب کا یہ حکم کسی خاص گناہ اور پاپ سے جڑا ہوا ہے عام لوگوں سے متعلق نہیں ہے، پورے مضمون کو چھوڑ کر ایک آیت کے ٹکڑے کو اٹھا کر اعتراض کرنا میں نہیں سمجھ پا رہا ہوں کہ یہ قرآن کی بیا کھیا اور عربی نہ جاننے کی وجہ سے ہے یا جان بوجھ کر لوگوں کو قرآن اور اسلام کی طرف سے بدظن کرنے کے لئے ہے،اسی لئے میں نے جگہ جگہ جواب میں آپ کی اس غلطی کو ظاہر کیا ہے تاکہ آپ اگر چاہیں تو حقیقت سے واقف ہو جائیں۔

(۱) پھر جب ماہ مبارک (رمضان المبارک) گزر جائے تو مورتیوں کی پوجا کرنے والوں کو جہاں کہیں ملیں قتل کرو اور پکڑو اور انھیں گھیرو اور ہر گھات کی جگہ ان کی تاک میں بیٹھو۔

(سورت نمبر۹/آیت نمبر۵)

یہ ترجمہ بالکل غلط ہے عربی گرامر اور قرآن کے فرمان سے دور ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ترجمہ کرنے والے بالکل عربی زبان نہیں جانتے اور اسی لئے آپ قرآن کی آیتوں پر اعتراض کر رہے ہیں اگر آپ ان آیتوں کی بیا کھیا کو جانتے تو ہرگز اعتراض نہ کرتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہاں سب مورتی پوجک مراد نہیں ہیں بلکہ وہی مورتی پوجک مراد ہیں جن کا ذکر دو تین آیتوں میں آچکا ہے خاص طور پر جن سے ۶ھ ھجری میں مقام حدیبیہ میں اللہ کے رسول ﷺ اور ۱۴/سو مسلمانوں نے بظاہر نیچے اتر کر ۱۰/سالہ معاہدہ کیا تھا،اس معاہدہ کی کچھ دفعات یہ ہیں :

(۱) ہم اس سال آپ کو مکہ میں عبادت کرنے (عمرہ کرنے) نہیں آنے دیں گے، آپ لوگ واپس جائیں اگلے سال صرف تین دن کے لئے آنے کی اجازت ہوگی۔

(۲) کوئی ہتھیار لے کر مکہ میں نہیں آئیں گے۔

(۳) اگر ہمارا کوئی آدمی آپ کے یہاں چلا گیا تو اس کو واپس کرنا ہوگا، اور اگر آپ کا کوئی آدمی ہمارے پاس بھاگ آیا تو واپس نہیں کریں گے۔

(۴) جو قبیلہ چاہے آپ کے ساتھ ہو جائے اور جو چاہے ہمارے ساتھ ہو جائے، اور اگر وہ دونوں آپس میں لڑیں گے تو ہم کسی کی مدد نہیں کریں گے۔

لیکن مکہ کے لوگوں نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور دو سال ہی میں معاہدہ کو توڑ دیا، دراصل یہی معاہدہ شکنی فتح مکہ کا سبب بنی ہے۔

اس وقت جزیرۂ عرب کے مورتی پوجک چار طرح کے لوگ تھے :

(۱) جن سے کوئی معاہدہ نہیں تھا۔

(۲) جن سے معاہدہ تھا لیکن اس کا کوئی وقت متعین نہیں تھا۔

(۳) جن کے ساتھ کوئی متعین وقت کا معاہدہ تھا اور وہ اس پر قائم بھی رہے۔

(۴) وہ لوگ جن سے متعین وقت کا معاہدہ تھا اور وہ جو معاہدہ پر قائم نہیں رہے اور دوسرے سال ہی معاہدہ کو توڑ دیا۔

اب سمجھئے! پہلے اور دوسرے نمبر کے مورتی پوجکوں کے لئے سورت کی پہلی اور دوسری آیت میں بتایا گیا ہے ان کو چار مہینہ کی کھلی چھوٹ دیدی گئی جس میں وہ اپنے مستقبل کے لئے خوب غور کرلیں، اور تیسری آیت میں نمبر ۳ / کے لوگوں کا ذکر ہے کیونکہ یہ لوگ معاہدہ کے پابند رہے ہیں اس لئے مسلمانوں کے لئے اللہ کا حکم ہے کہ ان کے معاہدہ کی مدت کو تم بھی پورا کرو، پانچویں آیت جس کو آپ نے پکڑا ہے یہ

صرف ان لوگوں کے لئے ہے جن سے ٦ ھ میں معاہدہ کیا تھا اور مسلمانوں نے نیچے اتر کران سے صلح کی تھی یعنی جب ان لوگوں نے اپنی شرائط پر معاہدہ کر کے اس کو توڑ دیا تو اب وہ کسی رعایت کے مستحق نہیں ہیں پس ان کو چند مبارک مہینوں کی مہلت دی جاتی ہے وہ خود اپنے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرلیں اس کے بعد ان کو معاہدہ شکنی کا مزہ چکھایا جائے گا، آپ کا اس آیت کو سب مشرکین کے لئے سمجھنا بالکل غلط ہے مشکل یہی ہے کہ آپ اس وقت کے عرب کے حالات اور قرآن کی آیتوں کی بیاکھیا اور تفسیر سے بالکل بھی سمبندھ نہیں رکھتے اسی لئے آپ کو ٹھوکر لگ رہی ہے۔

(۲) اے ایمان والو! مورتی کی پوجا کرنے والے ناپاک ہیں، تو اس سال کے بعد وہ لوگ مسجد حرام کے قریب بھی نہ آئیں۔

(سورت نمبر ۹/آیت نمبر ۲۸)

آپ نے آدھی آیت کا ترجمہ کیا تھا میں نے اگلے جملے کا بھی ترجمہ کر دیا تا کہ بات صاف ہو جائے اب آپ ذرا غور کریں کہ مورتی پوجکوں کی ناپاکی کو مسجد حرام سے اس آیت میں کیوں جوڑا گیا اگر وہ گوبر اُور پاخانہ کی طرح ناپاک ہوتے تو ہر جگہ اور ہر حال میں ناپاک ہونے کیوجہ سے ان سے دوری رکھنے کا حکم دیا جاتا......لیکن اس آیت نے ان کو صرف مسجد حرام سے دوری کا حکم دیا ہے، وجہ اس کی یہ تھی کہ یہ لوگ اللہ کے گھر کعبہ کا طواف ننگ دھڑنگ سر سے پیر تک ننگے ہو کر کرتے تھے اور اسی کو انھوں نے دین بنا رکھا تھا بلکہ اس زمانہ کے بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتین بھی کعبہ کا طواف سر سے پیر تک ننگے ہو کر ہی کرتی تھیں اور اس بے حیائی کو انھوں نے دین بنا رکھا تھا اسلام اس کا مخالف ہے......میں سمجھتا ہوں کہ آپ بھی مادر زاد ننگے ہو کر لوگوں کے سامنے آکر اللہ کی عبادت کرنے کو پسند نہیں کریں گے......قرآن نے اس بے حیائی کا

کام کرنے والے کونجس فرمایا ہے اور چونکہ اس کا سبب ان کا عقیدۂ شرک ہے اس لئے یہ کام بھی ناپاک ہے اس کام کا کرنے والا بھی ناپاک کہا جائے گا اور جو عقیدہ ان کو اس ناپاک کام کی طرف لے جا رہا ہے وہ بھی ناپاک مانا جائے گا۔

(۳) بے شک ’’کافر‘‘ تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

(سورت نمبر۴/آیت نمبر۱۰۱)

آپ نے پوری آیت کو چھوڑ دیا اور صرف آخری جملہ کا ترجمہ کرلیا ہے یعنی اپنی مطلب کی بات لے لی اور آیت میں جس سے بات واضح ہوتی اس کو چھوڑ دیا اس لئے پوری آیت کا ترجمہ کر کے اس کے معنی اور مطلب کو واضح کرتا ہوں۔

اور جب تم ملک میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں ہے کہ کچھ کم کرو نماز میں سے اگر تم کو ڈر ہے کہ ستائیں گے کافر تم کو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کافر لوگ تمہارے کھلے ہوئے دشمن ہیں۔

ان آیتوں کے پیچھے ایک واقعہ ہے...... اللہ کے رسول ﷺ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ سفر کر رہے تھے سفر کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ ٹھنڈے وقت میں سفر کرتے تھے اور دھوپ کی گرمی بڑھتی تھی تو کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تھے اسی طرح ایک مرتبہ آپ نے ’’عُسفان‘‘ جگہ میں پڑاؤ ڈالا اس کے قریب ہی ایک جگہ تھی جس کا نام ’’ضَجنَان‘‘ تھا، وہاں کافر لوگ جمع ہوگئے اور یہ پروگرام بنایا کہ یہ لوگ جب نماز پڑھیں اور سجدہ میں جائیں تو اچانک ان پر حملہ کر کے ان کا سب مال ومتاع لوٹ لیا جائے اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو ان لوگوں کا یہ ناپاک ارادہ بتا دیا اور یہ آیت اتاری اور حکم دیا کہ ان کی بری نیت ہے اس لئے تم اپنی نماز کو مختصر کرلو تا کہ یہ لوگ اپنے برے پروگرام میں کامیاب نہ ہوسکیں۔

یہاں یہ بات سوچنے کی ہے مسلمان ان سے لڑنے نہیں گئے تھے یہ تو اتفاق سے دھوپ اور گرمی کیوجہ سے یہاں اتر گئے تھے ایسے میں مسافر ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کی مدد کے بجائے ان کو لوٹنے کا پروگرام بنانا کیا دوستی اور انسانیت کی دلیل ہے، اب اگر ان لوگوں کو قرآن کھلا ہوا دشمن بتا رہا ہے تو کیا بری بات ہے اگر آج آپ کے ساتھ ایسا معاملہ ہوگا تو کیا آپ اس کو اپنا دوست بتائیں گے؟

میں یہ بات یقین سے کہتا ہوں کہ آپ حضرات نہ عربی سے واقف ہیں، نہ آپ نے غور سے قرآن کا مطالعہ کیا ہے اور نہ تفسیر کی کتابوں پر نظر ڈالی ہے، کیونکہ تفسیر اور بیا کھیا کو دیکھے اور سمجھے بغیر قرآن کو صرف ترجمہ سے سمجھنا ممکن نہیں ہے، اگر آپ نے ذرا بھی غور کیا ہوتا تفسیر اور بیا کھیا کو پڑھا ہوتا تو آپ ضرور سمجھ جاتے کہ قرآن یہ بات سب کفر کرنے والوں کے لئے نہیں بلکہ قرآن ان ہی لوگوں کے لئے کہہ رہا ہے جن کے کردار اور دشمنی کو اس آیت کے اندر پیش کیا گیا ہے اور جس کے ترجمہ کو شاید آپ نے جان بوجھ کر چھوڑ دیا ہے۔

(۴) اے ایمان والوان کافروں سے جو تمہارے آس پاس ہیں لڑو، اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔ (سورت نمبر ۹ر آیت نمبر ۱۲۳)

عرب جزیرہ میں سب سے بڑی طاقت مورتی پوجکوں کی تھی اور ان میں بھی جن کی دھاک لوگوں کے دلوں پر بیٹھی تھی وہ مکہ کے رہنے والے قریش تھے، قدرت کی حکمت ہے کہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس نے وہیں اور ان ہی میں پیدا فرمایا۔

اللہ نے ۴۰ رسال کی عمر تک آپ کو نبی نہیں بنایا تھا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اچھے اخلاق، امانت و دیانت اور خاندانی شرافت کی وجہ سے ہر شخص آپ کا بڑا احترام کرتا تھا لیکن جب اللہ نے آپ کو نبوت عطا فرمائی اور آپ ﷺ نے نئے دین

یعنی توحید اور ایک ایشور وادتا کی تبلیغ شروع کی تو سب سے پہلے قریش ہی آپ کے مخالف ہوئے اور چونکہ ان کی دھاک پورے عرب میں لوگوں کے دلوں پر بیٹھی ہوئی تھی اس لئے دوسرے بے شمار قبیلوں کا اسلام کی مخالفت کے لئے کھڑا ہو جانا ایک فطری بات تھی، اور جس طرح قریش اسلام کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکنا چاہتے تھے اسی طرح یہ لوگ بھی اسلام اور اسلامی حکومت کو نیست و نابود کر دینا چاہتے تھے، ان حالات میں اس آیت کے معنی پر غور کریں گے تو کوئی اشکال نہیں رہے گا، کیونکہ قریب رہنے والے دشمن کو چھوڑ کر دور بسنے والے دشمن سے لڑنا عقلمندی کا کام نہیں ہے، لیکن کوئی مسلم دشمنی نہیں رکھتا اور مذہب سے اوپر اٹھکر انسانیت کی بنیاد پر اچھا ویوہار مسلمان رکھتا ہے اور اسکا یہ حکم نہیں ہے سورت نمبر ٦۰/ آیت نمبر ۸ و ۹/ دیکھئے۔

(۵) جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا (اسلام و قرآن کو ماننے سے انکار کیا) انھیں ہم جلد ہی آگ میں جھونک دیں گے، جب ان کی چمڑی پک جائے گی تو ہم انھیں دوسری کھالوں سے بدل دیں گے تا کہ وہ سزا کا مزہ چکھ لیں بے شک اللہ قادر مطلق ہے۔

(سورت نمبر۴/ آیت نمبر ۵٦)

اس آیت کا تعلق اللہ سے ہے جو کسی گناہ گار کو وہ موت کے بعد سزا دے گا اسلامی نقطۂ نظر سے اگر مسلمان بھی دنیا میں اللہ اور آخرت کے حساب وکتاب سے نہیں ڈرے گا گناہ کرے گا لوگوں کو ناحق ستائے گا اور ظلم کرے گا تو موت کے بعد اس کو بھی جہنم کی آگ کی سزا بھگتنی پڑ سکتی ہے، گناہ گار مسلمانوں کا جہنم میں ڈالا جانا اور اپنی بداعمالیوں کی سزا میں آگ کے عذاب سے دوچار ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے، جہنم کا عذاب صرف غیر مسلم ہی کے لئے نہیں ہے۔

پھر آپ اس آیت کو پیش تو کر رہے ہیں لیکن یہ نہیں بتاتے ہیں کہ آیت کن لوگوں کے بارے میں ہے اس آیت سے ۶/آیت پہلے آیت نمبر ۵۱/میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ کے نبی نے یہود مدینہ سے صلح کی تھی کہ نہ ہم تم پر اور تم ہم پر حملہ کرو گے اور اگر کوئی تم پر حملہ کرے گا تو ہم تمہارے ساتھ ہو کر اس کا مقابلہ کریں اور تم ہمارے دشمن کے مقابلہ میں اسی طرح ہمارا ساتھ دو گے......لیکن قریش اور مسلمانوں کے درمیان دوسری جنگ کے بعد یہود کے دو سردار مدینہ سے مکہ گئے اور معاہدہ کے خلاف ان لوگوں سے کہا تم مسلمانوں پر چڑھائی کرو ہم تمہارا ساتھ دیں گے، اور یہودی سرداروں نے قریش بت پرستوں سے یہ بھی کہا کہ تمہارا دین مسلمانوں کے دین سے اچھا ہے......یہی وہ پاپ ہے جنکی ان لوگوں یہ سزا ہے اسی کا اس آیت میں ذکر ہے جب تک اِس آیت سے پہلی آیتوں کو نہیں پڑھا جائے گا اللہ کی مراد کو نہیں سمجھا جا سکتا۔

(۶) اے ایمان والو اپنے باپ اور بھائیوں کو اپنا دوست مت بناؤ اگر وہ ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں اور تم سے جو کوئی ان سے دوستی کا ناطہ جوڑے گا تو ایسے ہی لوگ ظالم ہوں گے۔

(سورت نمبر ۹/آیت نمبر ۲۳)

مطلب یہ ہے کہ اگر چہ وہ تیرے ماں باپ ہیں اور دنیا میں ان کا تیرے اوپر سب سے بڑا احسان ہے لیکن اللہ کا احسان ان پر بھی بھاری ہے اس لئے اللہ کے حق کے مقابلہ میں ماں باپ کا حق پیچھے رہے گا، چنانچہ اس آیت میں حکم دیا گیا کہ ماں باپ اور بھائیوں سے ایسی دوستی نہ کر جو تجھ کو اللہ کے راستہ سے ہٹا کر جہنم کی آگ میں دھکیل دے، اس کے باوجود بھی اللہ کا حکم یہی ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا دیکھ بھال کرنا ان کی خدمت کرنا اور دوا دارو کرنا تیرے اوپر فرض ہے،

سورت نمبر ۳۱/ میں آیت نمبر ۱۵/ دیکھئے وہاں اللہ فرماتا ہے: کہ کفر اپنانے میں ان کی اطاعت نہ کر مگر دنیا میں ان کے ساتھ اچھائی سے بسر کر اس میں کوتاہی کرنا قیامت کے دن تیرے لئے عذاب خداوندی کا سبب بن سکتا ہے۔

(۷) کہ اللہ کافر لوگوں کو راستہ نہیں دکھاتا۔

(سورت نمبر ۹/ آیت نمبر ۳۷)

یہاں بھی آپ نے پوری آیت کو چھوڑ دیا اور ایک آخری جملہ کا ترجمہ کر لیا، حالانکہ اگر پوری آیت کو پڑھیں گے تو پتہ چلے گا کہ جو لوگ ظلم و زیادتی کرنے کے لئے اللہ کے حکم کے ساتھ کھلواڑ کرتے تھے اور اپنی مرضی سے جب چاہتے تھے حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنالیا کرتے تھے یہ حکم ان کے لئے ہے، نہیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی اتنی بڑی جماعت جو قیامت تک ہر مسلمان کے لئے امام اور مقتدیٰ کی حیثیت رکھتے ہیں اور جنھوں نے اپنی جان و مال کو اسلام کے لئے قربان کر دیا کیا وہ اور ان کے آباء واجداد کافر نہیں تھے؟ اگر اللہ ان کو ہدایت نہ دیتا تو ان کو دنیا میں یہ عظیم رتبہ کیسے مل گیا؟

(۸) اے ایمان لانے والو تم سے پہلے جن کو کتاب دی گئی تھی جنھوں نے تمہارے مذہب کو ہنسی کھیل بنالیا ہے، انھیں اور انکار کرنے والوں کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ کا ڈر رکھو اگر تم ایمان والے ہو۔

(سورت نمبر ۵/ آیت نمبر ۵۷)

اللہ کے رسول ﷺ اور ان کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم نماز پڑھ رہے تھے جب یہ لوگ سجدہ کرنے لگے تو یہ دونوں ''اہل کتاب اور کافر'' مذاق اڑانے لگے، اس پر یہ آیت اتری ہے اور ایسے لوگوں سے دوستی رکھنے سے منع کر دیا گیا...... لیکن عام حالات میں

صرف دوستی رکھنا یعنی غیر مذہب والوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا شادی بیاہ میں شریک ہونا کھانا پینا اسلام میں منع نہیں ہے، جو دوستی ممنوع ہے پارہ نمبر ۴/سورہ نمبر ۳/آیت نمبر ۱۱۸/ میں مذکور ہے، اس کو دیکھئے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایسی دوستی جس میں مسلم دشمنی رکھنے والے لوگ تمہارے قومی اجتماعی اور فوجی راز لے اُڑیں تمہارے لئے جائز نہیں ہے اسی کو اس آیت میں فرمایا گیا ہے وہ ایسی ہی دوستی ہے جس میں تمہارے اجتماعی راز محفوظ نہ رہ سکیں قرآن نے اس سلسلہ میں جو اصول بنایا ہے، اس کو سورۂ نمبر ۶۰/کی آیت نمبر ۸/اور ۹/میں ضرور دیکھئے آپ کے خدشات وشبہات دور ہو جائیں گے۔

اس جگہ ضروری ہے کہ آپ اگلی آیت بھی پڑھیں جس میں اللہ فرماتا ہے کہ ''جب مسلمان اذان دے کر لوگوں کو اللہ کی عبادت نماز کی طرف بلاتے ہیں تو یہ لوگ اس کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں'' مذاق اڑاتے ہیں، بیاکھیا کار یہاں یہ واقعہ بھی لکھتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عیسائی تھا جب اذان دینے والا ''أشهد أنَّ محمداً رسول اللّٰه'' کہتا تھا وہ یہ بددعا دیتا تھا کہ اللہ اس جھوٹے کو آگ میں جلادے...... ان لوگوں کی اس حرکت پر یہ آیت اتری ہے اور ایسے اسلام کے دشمنوں سے دوستی رکھنے سے منع کیا گیا ہے آپ کا یہ سمجھنا کہ ہر غیر مسلم سے ذرا سی بھی دوستی سے اسلام منع کرتا ہے غلط ہے۔

(۹) پھٹکارے ہوئے (منافق) بت پرست جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں اور بری طرح قتل کئے جائیں گے۔

(سورت نمبر ۳۳/آیت نمبر ۶۱)

آپ نے آیت کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کو الگ کر کے اٹھالیا جس کی وجہ سے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ سزا اور پھٹکار اس پر کس لئے ہے، میں نہیں جانتا کہ آپ

نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے یا انجانے میں اس لئے میں اب پوری آیت کا ترجمہ کئے دیتا ہوں تا کہ آپ کا اعتراض باقی نہ رہے۔

''اور اگر ''کپٹا چاری'' لوگ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں (شہوت پرستی کی) بیماری ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں افواہیں (جھوٹی خبریں) اڑایا کرتے ہیں اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے پھر وہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہنے پائیں گے'' وہ بھی پھٹکارے ہوئے جہاں ملیں گے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کی جائے گی''۔

غور کرنے کی بات ہے کہ اس سورت میں آیت نمبر ۲۸ رسے لے کر آیت نمبر ۶۱ رتک عورتوں کے سلسلہ میں اور خاص طور پر عورتوں کے پردے کے بارے میں باتیں چل رہی ہیں اسی سلسلہ میں یہ آیت بھی ہے ایسے منافق اور کپٹا چاری لوگ جو بد چلن تھے، اور ضرورت سے باہر نکلنے والی شریف مسلمان عورتوں کو چھیڑتے تھے اور پھر طرح طرح کی خبریں اڑاتے تھے جس کو شریف عورت اپنے لئے ذلت محسوس کرتی تھی، قرآن نے اس آیت میں ان کو خبردار کیا ہے کہ یا تو باز آجاؤ اور اس بدکاری سے اپنے آپ کو پاک کرلو نہیں تو تم اس دھتکار اور پھٹکار کے لئے تیار ہو جاؤ جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے ...... اب آپ بتائیے کہ ۱۴ رسو سال پہلے اسلام نے شریف عورتوں کے ساتھ منافق شہوت پرستوں کی جس بے حیائی کی حرکت کے خلاف قانون بنائے تھے جن پر آپ کو اعتراض ہے، ہماری گورنمنٹ بھی تو آج وہی سب کچھ کر رہی ہے لیکن چونکہ قانون کمزور ہے اس لئے اس کے نتائج بھی کمزور ہیں ......میرا خیال ہے کہ اگر آپ نے اس پوری آیت کو ملا کر ترجمہ کیا ہوا تھا اور بیا کھیا پر نظر ڈالی ہوتی تو پھر آیت کے بارے میں کوئی تردد باقی نہ رہتا اب بھی اگر آپ اس پورے مضمون پر توجہ فرمائیں گے تو اس کی حقانیت کو قبول

فرمالیں گے اور اعتراض کی گنجائش نہیں رہے گی۔

(۱۰) یقیناً ہی تم اور وہ جس کو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے جہنم کا ایندھن ہو، تم ضرور اس کے گھاٹ اترو گے۔ (سورت نمبر ۲۱/ آیت نمبر ۹۸)

اس آیت میں جو کچھ فرمایا جارہا ہے اس کا تعلق اس دنیا سے نہیں ہے بلکہ موت کے بعد آخرت سے ہے کیونکہ عبادت صرف اللہ کا حق ہے جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے اور جس نے انسان کو دنیا کی زندگی میں اتنی نعمتوں سے نوازا ہے اور ہر منٹ نوازتا رہتا ہے جس کی کوئی گنتی نہیں ہوسکتی وہ نہیں چاہتا کہ ایسے داتا اور کریم کو چھوڑ کر جس کی حکومت زمین آسمان سب پر ہے اور ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے کسی ایسے کی عبادت کی جائے جس کے پاس نہ اپنے ہاتھ ہیں نہ اپنے پیر ہیں نہ اپنی آنکھیں ہیں اور نہ اپنے کان ہیں اور اگر ہیں تو اسی کے دئے ہوئے ہیں۔

اس لئے اس آیت کے بارے میں ہمیں کچھ کہنے کا حق نہیں ہے آپ خود اپنی دنیا اور موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں سوچئے اور فیصلہ کیجئے۔

(۱۱) اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جسے اس کے رب کی آیتوں کے ذریعہ یاد دلایا جائے اور پھر وہ ان سے منھ پھیر لے (اسلام چھوڑ دے) ضرور ہی ہم ایسے مجرموں سے بدلہ لینگے۔

(سورت نمبر ۳۲/ آیت نمبر ۲۲)

آپ کو اسی سورت کی آیت نمبر ۱۵/ پڑھنی چاہئے تب اس آیت کے معنیٰ واضح ہوں گے، اللہ آیت نمبر ۱۵/ میں فرماتا ہے:

"ہماری باتوں کو (آیتوں) وہی لوگ مانتے ہیں کہ جب ان کو سمجھایا

جائے ان باتوں (آیتوں) سے گر پڑیں سجدہ کر کے اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے پالن ہار کی خوبیوں کے ساتھ اور وہ تکبر (بڑائی) نہیں کرتے"۔

یعنی اللہ کے خوف اور اس کی محبت میں اپنے آپ کو سر سے پیر تک اس کا محتاج مان کر سجدہ میں گر پڑے ہیں زبان سے اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور دل سے اپنی بندگی کا اقرار کرتے ہیں۔

پھر درمیان میں اپنے فرمانبردار اور نافرمان بندوں کا ذکر کر کے آیت نمبر ۲۲ر میں اللہ فرماتا ہے کہ: "اس سے بڑا ظالم کون ہے جس کو اس کے رب کی باتوں (آیتوں) سے سمجھایا گیا پھر وہ ان سے منھ موڑ گیا ضرور ہم کو ان گنہگاروں سے بدلہ لینا ہے"۔

"گویل جی" اگر آپ نے چند آیت پہلے سے ان آیتوں کو پڑھا ہوتا اور سمجھا ہوتا تو آپ کو کوئی اعتراض نہ ہوتا کیونکہ ایشور کے تابعدار بندوں پر اس کی کرپا کا ہونا آیت نمبر ۱۵ر کے مطابق اور ایشور کے نافرمان پاپی بندوں پر اس کا کرودھ ہونا آپ کی پیش کی ہوئی آیت نمبر ۲۲ر کے مطابق اسلام دھرم ہی میں نہیں بلکہ ہر مذہب میں مانی ہوئی ہے اس لئے آپ غور فرمائیے اس میں تو ہر مذہب کے مانے ہوئے عقیدے کے مطابق ہی بات ہے کوئی نئی بات تو نہیں ہے۔

(۱۲ - ۱۳) اللہ نے تم سے بہت سی غنیمت (لوٹ کا مال) کا وعدہ کیا ہے جو تمہارے ہاتھ آئیں گے تو جو کچھ غنیمت (لوٹ کا مال جیسے لوٹا ہوا دھن یا عورتیں) تم نے حاصل کیا اسے حلال و پاک سمجھ کر کھاؤ (استعمال کرو)۔

(سورت نمبر ۴۸ر آیت نمبر ۲۰، سورت نمبر ۸ر آیت نمبر ۶۹)

عجیب وغریب آپ تفسیر کر رہے ہیں کیا قرآن ایسی کتاب ہے کہ جو آپ کے جی میں آئے آپ وہی کہہ دیں یا لکھ دیں، قرآن کھلے ہوئے لفظ "کُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ" بول رہا ہے جس کا ترجمہ ہے مال غنیمت میں سے کھاؤ، اور آپ نے غنیمت کا مطلب یہاں (لوٹ کا مال یا عورتیں) کر دیا تو کیا عورتیں کھائی جاتی ہیں؟ ......

جو بات کہنی چاہئے سوچ سمجھ کر کہنی چاہئے آپ کو سوچنا چاہئے کہ دنیا میں جہاں بھی جنگ ہوئی ہے تو ہر جیتنے والا دوسرے کے مال پر قبضہ کرتا ہے ہندوستان اور پاکستان کی جنگ کے بعد دونوں ملکوں نے ایک دوسرے پر اپنی برتری جتانے کے لئے ایک دوسرے کے ٹینک جگہ جگہ کھڑے کر رکھے ہیں اس کو آپ کیا کہیں گے؟ اسرائیل نے شام پر حملہ کیا اور گولان کی پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا آپ اس کو کیا کہیں گے؟ اسرائیل نے اردن پر حملہ کیا اور یروشلم پر قبضہ کر لیا اب سارے عرب ایک طرف اور اسرائیل ایک طرف، اگر آپ میں اس کے خلاف آواز نکالنے کی طاقت نہیں ہے تو اسلام پر اعتراض کیوں کرتے ہیں میں تو اسی پر بس کرتا ہوں نہیں تو اسلام میں مال غنیمت کے بارے میں جو پاکیزہ تفصیلات ہیں ان کو بیان کیا جائے تو بات بڑی لمبی ہو جائے گی۔

پھر آپ نے دوسری آیت میں "حلال و پاک سمجھ کر کھاؤ" کے آگے بریکٹ میں (استعمال کرو) یعنی آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ پاک سمجھ کر کھاؤ کا مطلب یہاں استعمال کرنا ہے، آپ نے جو غلطی پہلے مال غنیمت میں عورتوں کو اپنی طرف سے داخل کر کے کی ہے اس کو صحیح ثابت کرنے کے لئے "کھاؤ" کا مطلب "استعمال کرو" کیا ہے حالانکہ قرآن شریف کی عبارت میں کہیں یہ نہیں ہے ...... قرآن ایسی کتاب نہیں ہے کہ جس طرح چاہو اس کی بیا کھیا کر لو، غلط کو صحیح اور صحیح کو غلط کر لو، یہ بات میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ آیت غزوۂ بدر کے بارے میں اتری ہے جو اسلام اور دشمنان اسلام قریش کفار کے درمیان سب سے پہلی جنگ ہے اس میں عورتوں کا کوئی مسئلہ نہیں

تھا دونوں طرف سے مرد ہی تھے چونکہ آپ یہ سب نہیں جانتے اس لئے آپ نے اپنی بے خبری اور اسلام اور واقعات کو نہ جاننے کی بنیاد پر اسلام مخالفت کو سامنے رکھتے ہوئے غلط تفسیر بیان کردی اور اعتراض کرنے لگے، حالانکہ ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے۔

آپ نے یہاں مال غنیمت کا ترجمہ ''لوٹ کا مال'' کیا ہے یہ اس لئے ہے کہ آپ عربی کا ایک لفظ بھی نہیں جانتے اسلام میں مال ''غنیمت'' اس مال کو کہا جاتا ہے جو دشمن سے میدان جنگ میں جیت اور فتح کی بنیاد پر کسی مقتول کے جسم سے تلوار وغیرہ اتاری جائے یا دشمن شکست کھا کر مال ومتاع چھوڑ کر بھاگ جائے......لیکن جس مال کو دھوکا دیکر کسی سے چھینا جائے یا بغیر جنگ کے امن کی حالت میں قبضہ کرلیا جائے اس کو غنیمت نہیں کہا جائے گا اسلام میں وہ لوٹ کا حرام مال ہے چاہے مسلمان کا ہو یا غیر مسلم کا...... مال غنیمت کا ترجمہ ''لوٹ کا مال'' کرنا عربی زبان اور اصطلاح سے ناواقفیت کی دلیل ہے، پھر یہ مال غنیمت جس طرح غیر مسلم کی شکست پر مسلمان کو ملے گا اسی طرح مسلمان کی شکست پر غیر مسلم کو بھی ملے گا، کیونکہ ساری دنیا کا یہی رواج ہے۔

(۱۴) اے نبیؐ کافرو اور منافقوں کے ساتھ جہاد کرو (دہشت گرد بن کر غیر مسلمان کا قتل) اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے جہاں وہ پہنچے۔

(سورت نمبر ۲۶ ر آیت نمبر ۹)

میں بار بار یہ بات کہہ رہا ہوں کہ کہ آپ قرآن کے اور اس کی بیا کھیا کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے اگر جانتے تو آپ ان آیتوں پر کبھی بھی اعتراض نہ کرتے۔

آپ نے اس آیت میں لفظ جہاد کو تلوار سے قتال کے معنٰی میں اپنی طرف سے لے لیا اور بریکٹ میں اس کا مطلب (دہشت گرد بن کر غیر مسلموں کا قتل) لکھدیا

جبکہ اس آیت میں ''جہاد'' قتال کے معنٰی میں ہو ہی نہیں سکتا؛ کیونکہ یہ اسلامی اصول کے خلاف ہے۔

جس کی مختصر سی تفصیل یہ ہے کہ ''نبی'' یا ''رسول'' وہی ہوتا ہے جو ہرگز اللہ کے کسی حکم کے خلاف نہیں کرسکتا، کیونکہ نبی گناہ اور اللہ کے حکم کی مخالفت سے پاک اور معصوم ہوتا ہے وہ اپنی جان دے سکتا ہے لیکن اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کرسکتا یہ اسلام کا ایسا اصول ہے جس میں ذرا بھی تردد کی گنجائش نہیں ہے۔

اب اس آیت میں غور کیجئے یہاں اللہ حکم دے رہا ہے -- جس کو حکم دے رہا ہے وہ اللہ کا نبی ہے -- اور جس چیز کا حکم دے رہا ہے وہ کافر اور منافق لوگوں سے جہاد ہے، اگر اس آیت میں لفظ ''جہاد'' تلوار سے قتال کے معنٰی میں ہوتا تو بیان کئے ہوئے اصول کے مطابق اسلام کی ۲۳ رسالہ تاریخ میں کبھی نہ کبھی منافق لوگوں سے قتال اور جنگ ضرور اللہ کے نبی ﷺ نے کی ہوتی، لیکن آپ پوری تاریخ پڑھ ڈالئے کبھی بھی منافقوں سے تلوار کی جنگ اللہ کے نبی ﷺ سے ثابت نہیں، حالانکہ منافقوں کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بڑی بڑی سازشیں اور گندی گندی حرکتیں ہوتی رہیں لیکن کبھی اللہ کے نبی نے نہ خود تلوار اٹھائی اور نہ مسلمانوں کو تلوار اٹھانے کی اجازت دی ...... آپ نہیں جانتے کہ عربی زبان میں ''جہاد'' لفظ انتھک کوشش کرنے کے معنٰی میں ہے، اس آیت میں بیان کردہ اصول کے پیش نظر جہاد کا لفظ اپنے اصلی معنٰی میں ہے جنگ کے معنٰی میں نہیں ہوسکتا، قرآن شریف میں اور بھی کئی جگہ یہ لفظ ''جہاد'' قتال کے معنٰی میں نہیں بلکہ انتھک کوشش کرنے کے معنٰی میں ہے، اس لئے اس آیت میں معنٰی یہ ہوں گے کہ ''اے نبی کفار اور منافقین کے ساتھ زبان سے جہاد کیجئے''، یعنی اللہ کی توحید اور اسلامی عقیدے اور اعمال صالحہ کا ان کو پابند بنانے میں سرتوڑ کوشش کیجئے اور ان کی غلط حرکتوں پر اسلام اور شریعت کے احکام

جاری کرنے میں ذرا بھی نرمی یا رعایت نہ کیجئے؛ چنانچہ حضرت محمد ﷺ نے ان لوگوں کے ایمان لانے کے پیچھے یوں کہنا چاہئے کہ اپنی جان کھپادی، قرآن میں سورت نمبر ۱۸/آیت نمبر ۶/اور سورت نمبر ۲۶/آیت نمبر ۳/اور سورت نمبر ۳۵/آیت نمبر ۸/میں تین جگہ اللہ فرماتا ہے کہ: ''اے محمدؐ ایسا لگتا ہے کہ ان لوگوں کے ایمان نہ لانے کے افسوس میں آپ اپنی جان کھپاڈالیں گے''۔

اس تمام تفصیل کا خلاصہ یہی ہے کہ اس آیت میں جہاد لڑائی کے معنٰی میں نہیں ہے بلکہ انتھک کوشش کے معنٰی میں ہے اور کسی بھی اچھے کام کے لئے جان توڑ کوشش کرنا اچھی چیز ہے بری چیز نہیں۔

(۱۵) تو ضرور ہم کفر کرنے والوں کو (اسلام کو دھوکا دینے والوں کو) سزا کا مزا چکھائیں گے اور ضرور ہم انھیں سب سے برا بدلہ دیں گے اس کام کا بدلہ جو وہ کرتے تھے۔ (سورت نمبر ۴۱/آیت نمبر ۲۷)

(۱۶) یہ بدلہ ہے اللہ کے دشمنوں کا (جہنم کی) آگ (غیر مسلموں کو نرک) اسی میں ان کی سزا کا گھر اس کے بدلہ میں کہ ہماری آیتوں کا انکار (اسلام اور قرآن کو نہیں اپنایا) کرتے تھے۔

(سورت نمبر ۴۱/آیت نمبر ۲۸)

اگر یہ کہا جائے کہ یہ علمی خیانت ہے تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہوگا؛ کیونکہ آپ اس سورۃ کی آیت نمبر ۲۷/اور آیت نمبر ۲۸/دو آیتوں کا ترجمہ تو لے آئے جبکہ یہ دونوں آیتیں ان سے پہلی آیت کا انجام اور نتیجہ ہیں یعنی آپ نے وہ آیت جس میں اللہ نے ان لوگوں کے پاپ بتائے تھے اس کو چھوڑ دیا اور اس پاپ کی اللہ نے جو سزا ان کے لئے تجویز کی ہے اس کو لاکر رکھ دیا اپنی طرف سے یہ بے حقیقت چیز ثابت کرنے کے

لئے کہ اسلام اور قرآن سب مورتی پوجکوں کو بنا کسی سبب کے عذاب اور نرک کا مستحق بتاتا ہے اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اس پہلی آیت کا بھی ترجمہ کروں جو ان لوگوں کے پاپ کو بیان کر رہی ہے جس پر ۱۵/اور ۱۶/نمبر کی آیتوں میں بیان کیا ہوا عذاب مرتب ہو رہا ہے اور آپ نے اس کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا ہے، وہ یہ ہے:

"اور یہ کافر لوگ آپس میں کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنو ہی مت اور اس کے درمیان میں شور وغل مچا دیا کرو شاید تم ہی غالب رہو" ......اس کے بعد اللہ ان دو آیتوں میں جو آپ نے ۱۵/اور ۱۶/میں بیان کی ہیں ان کے پاپ اور گناہ پر سزا بتا رہا ہے۔

قرآن اپنے اندر ایسا اثر رکھتا ہے جو نا قابل بیان ہے، اللہ کے نبی کے بڑے بڑے دشمن اور بڑے بڑے کافر جو عربی تھے اور قرآن کی آیات کے معنٰی کسی حد تک سمجھتے تھے وہ لوگ سن کر ایمان لے آتے اور جب اللہ کے نبی ﷺ خود تلاوت فرماتے تھے تب تو اس کی نا قابل بیان تاثیر ہوتی تھی اور انسان تو انسان جن بھی ایمان لے آتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی ﷺ کو قتل کرنے کے لئے نکلے تھے بہن کے گھر میں قرآن کی کچھ آیتیں پڑھ لیں اور کایا پلٹ گئی جا کر رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر گر گئے۔

حبشہ کا عیسائی بادشاہ قرآنی آیات کو سن کر فوراً اسلام لے آیا اور بہت سے واقعات ہیں جو قرآن سن کر شرک و کفر اور بت پرستی کو چھوڑ کر اللہ کی توحید کو دل و جان سے ماننے والے بن گئے اسی لئے کچھ کافر لوگوں نے یہ پروگرام بنایا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو شور مچانا تالی بجانا اس طرح کرو کہ ہم خود یا دوسرا کوئی اللہ کی کتاب کو سن نہ سکے، اللہ تو سورت نمبر ۷/آیت نمبر ۲۰۴/میں فرماتا ہے کہ "جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنو اور خاموش رہو"، اور یہ لوگ اس ڈر سے کہ کہیں ہم یا دوسرا کوئی کفر سے توبہ کر کے قرآن سے پربھاوت ہو کر ایمان نہ لے آئے شور مچاتے تھے، تالیاں بجاتے تھے اللہ کی کتاب کی بے حرمتی بے عزتی اور ہدایت کے راستہ کو بند کرنا وہ چیز ہے جس پر

اللہ کو غصہ ہے اور اس آیت میں اللہ اس کا اظہار فرما رہا ہے۔

ایک اور چیز بھی قابل غور ہے کہ آپ نے نمبر ۱۵ر میں ترجمہ کیا ہے "تو ہم ضرور کفر کرنے والوں کو (اسلام کو دھوکا دینے والوں کو)" آپ نے یہ بریکٹ میں کس چیز کو بیان کیا ہے اور یہاں اسلام کو دھوکا دینا کہاں سے آگیا بہت زیادہ غور کرنے اور بار بار پڑھنے پر بھی سمجھ میں نہیں آیا، ذرا خود آپ بھی محترم "گویل" صاحب غور فرمالیں اور دیکھیں کہ یہ بے جوڑ بریکٹ کہاں سے آگیا۔

میں نے یہ ضروری مختصر تشریح کی ہے تا کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اس آیت میں اور اس کے بعد والی آیت میں جس عذاب کی بات کہی جارہی ہے وہ سب کافروں کے لئے نہیں ہے بلکہ ان ہی لوگوں کے لئے ہے جو پہلی آیت میں بتائے ہوئے گناہ کو کرتے تھے اور اللہ کے بندوں کے لئے ہدایت کے راستہ کو روکتے تھے۔

(۱۷) بے شک اللہ نے ایمان والوں (مسلمانوں) سے ان کے جان اور مال کو اس کے بدلہ میں خرید لیا ہے کہ ان کے لئے جنت ہے وہ اللہ کے راستہ میں لڑتے ہیں وہ مارتے بھی ہیں (اسلام پھیلانے کے لئے دہشت گرد بن کر غیر مسلموں کو مارنا و جبراً اسلام قبول کروانا) اور مارے بھی جاتے ہیں۔

(سورت نمبر ۹ر آیت نمبر ۱۱۱)

جہاں بھی قرآن میں جنگ اور قتل وقتال کا ذکر آتا ہے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب کافروں یا مورتی پوجکوں اور مشرکوں کے ساتھ ہے...... حالانکہ یہ غلط ہے اور اسلام پر جھوٹا الزام ہے سورت نمبر ۶۰ر آیت نمبر ۸ و ۹ر کو پڑھئے اور غور کیجئے وہاں معلوم ہوگا کہ قرآن جہاں کہیں بھی جنگ اور قتال کی بات کر رہا ہے وہ ان ہی لوگوں

کے ساتھ کرتا ہے جو مسلمانوں کو جینے کا حق نہیں دیتے اور ان کی حکومت کی جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتے ہیں، لیکن جو لوگ امن وشانتی کے ساتھ رہتے ہیں ان کے ساتھ اسلام نے جیو اور جینے دو کے فلسفہ کو اپنایا ہے ''حدیبیہ'' جگہ پر جو اللہ کے نبی نے قریش (مکہ کے مورتی پوجکوں) کے ساتھ صلح کی جس کا مختصر سا ذکر نمبر ایک میں آچکا ہے اس میں اسلام کا جیو اور جینے دو کا فلسفہ پوری طرح ظاہر ہے اس آیت میں بھی مسلمانوں کو ایسے ہی مسلم اور اسلام دشمن لوگوں کے ساتھ جان ہتھیلی پر رکھ کر جنگ کرنے کی تلقین کی جارہی ہے، آپ کا یہ سمجھنا کہ مذہب کی بنیاد پر جنگ کی بات ہے غلط ہے سورت نمبر ۹/ کی آیت نمبر ۳۶/ (اور ان سب مشرکین سے لڑنا جیسا کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں) کو اور سورت نمبر ۲/ آیت نمبر ۱۹۰/ (اور اللہ کے راستہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں) کو پڑھئے وہاں معلوم ہوگا کہ قرآن بھی ان لوگوں سے لڑنے کا حکم دیتا ہے جو مسلمانوں سے لڑتے ہیں، اور جو امن وشانتی کے ساتھ رہتے ہیں ان کے لئے سورت نمبر ۶۰/ کی آیت نمبر ۸ و ۹/ واضح طور پر اچھے ووہار اور اچھے رہن سہن کی تلقین کر رہی ہیں ...... میں سمجھتا ہوں کہ ترجمہ کرنے والا جگہ جگہ بریکٹ کے اندر دھشت گرد کہہ کر مسلمانوں پر الزام لگا کر اپنے دل کے پھپولے پھوڑتا ہے اور اپنے دل کو تسلی بھی دینا چاہ رہا ہے وہ یہ نہیں جانتا کہ قدم قدم پر وہ عربی زبان اور قرآن کے مطلب اور معنیٰ سے ناواقفیت اور نہ جاننے کا ثبوت پیش کرتا چلتا ہے۔

(۱۸) اللہ نے ان منافق مردوں اور عورتوں اور کافروں سے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہی انھیں بس ہے اللہ نے انھیں لعنت کی اور ان کے لئے مستقل سزا ہے۔

(سورت نمبر ۹/ آیت نمبر ۶۸)

اس جگہ تھوڑی سی تفصیل ضروری ہے عربی زبان میں ''کفر'' کے معنٰی ''انکار'' کے ہوتے ہیں ''کافر'' اس شخص کو کہا جاتا ہے جو (ایک ایشور وادتا) کا انکار کرتا ہے اور اس کو نہیں مانتا کھلے روپ میں بھی اور چھپے روپ میں بھی ......اور قرآن میں ''منافق'' کہا جاتا ہے اس شخص کو جو دل میں کفر (انیک ایشور وادتا) کو چھپاتا ہے اور لوگوں کے سامنے دنیا کے فائدہ کے لئے (ایک ایشور وادتا) کو ظاہر کرتا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ کافر اور منافق وشواس اور عقیدہ کے اعتبار سے تو ایک ہیں لیکن ظاہر کے اعتبار سے دونوں میں فرق ہے چونکہ دونوں کا عقیدہ ایک ہی ہے اور دونوں ایک ایشور وادتا کو نہیں مانتے اس لئے اس آیت میں منافق مرد اور منافق عورتوں کے ساتھ کفر کرنے والوں کو بھی ملا دیا نہیں تو آیت نمبر ۶۱ ر سے منافقوں کا ہی ذکر آ رہا ہے اگر آپ آیت نمبر ۶۱ ر سے غور کر کے پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ اپنے کفر کے ساتھ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہونچاتے تھے، ان کی شان میں گستاخی کرتے تھے جھوٹ بولتے تھے جھوٹی قسمیں کھاتے تھے، لوگوں کو پاپ کرنے کا حکم کرتے تھے اور اچھے کاموں سے روکتے تھے غریبوں اور محتاجوں کی مدد بھی نہیں کرتے تھے اور یہی وہ گناہ تھے جن سے اللہ ناراض ہے اور ان کو ایسے سخت عذاب دینے کی بات کہہ رہا ہے چونکہ آپ نے اس آیت کو پورے مضمون سے الگ کر لیا ہے اس لئے آپ کو بھرم ہو رہا ہے یا اس طرح الگ کر کے بھرم پیدا کرنا چاہتے ہیں؛ لیکن اگر اس کو پچھلی آیتوں سے ملائیں گے تو پتہ چلے گا کہ یہ عذاب ان لوگوں کے بڑے بڑے گناہوں کی سزا ہے۔

(۱۹) اے نبی ایمان والوں (مسلمانوں) کو لڑائی پر اُبھارو، اگر تم میں ۲۰/ جمے رہنے والے ہوں گے تو وہ ۲۰۰/ پر غلبہ حاصل کر لیں گے اور اگر تم میں ۱۰۰/ ہوں تو ایک ہزار کافروں (غیر مسلموں) پر غالب رہیں گے۔ (سورت نمبر ۸/ آیت نمبر ۶۵)

اگر آپ اس آیت کے پہلے اور بعد کی آیتوں کو پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ یہ آیتیں مسلمانوں اور قریش مکہ مورتی پوجکوں کی سب سے پہلی جنگ غزوۂ بدر کے بارے میں ہیں...... جس کی کچھ تفصیل ضروری ہے، اللہ کے نبی اپنے تھوڑے سے یعنی ۳۱۳/ ساتھیوں کے ساتھ مدینہ سے نکلے تھے جن میں زیادہ تر مدینہ کے رہنے والے تھے جو کاشتکاری کرتے تھے جنگ سے ناواقف تھے سامانِ جنگ اور ہتھیار بھی ان کے ساتھ نہیں تھے کیونکہ جنگ کرنے کے لئے نہیں نکلے تھے اور مقابلہ پر قریش کے ایک ہزار پہلوان آزمودہ کار جن کی دھاک پورے عالم عرب پر بیٹھی ہوئی تھی ہر طرح کے ہتھیاروں سے سج دھج کر میدان جنگ میں جمع تھے اس موقع پر حضرت محمد ﷺ کے لئے سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ ہم (اپنا دیش تیاگ کر کے) ہجرت کر کے مدینہ آئے ہیں مدینہ کے رہنے والوں نے ہمیں پناہ دی ہے تا کہ ہم آزادی کے ساتھ اللہ کے دین کی تبلیغ کریں لڑائی اور جنگ میں بھی ہمارا ساتھ دیں یہ ہمارا ان سے کوئی معاملہ نہیں ہے اور صورت ایسی پیش آگئی کہ قریش کے لشکر کے سامنے پیٹھ دکھا دینا اور میدان چھوڑ کر نکل جانا، ایک طرف تو اللہ کے نبی کی شان کے خلاف اور دوسری طرف پھر ہمیشہ ان لوگوں کے سامنے میدان میں سامنے آنا مشکل، اس لئے اللہ کا نبی بار بار ان لوگوں سے جن میں مہاجر تو گنے چنے تھے، زیادہ انصار ہی تھے موجودہ صورت حال میں قتال اور جنگ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں، یہاں تک کہ مدینہ کے انصار آپ

کے مقصد کو سمجھ گئے اور ان کے سردار نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ تردد نہ فرمائیں آپ اگر ہم سے کہیں گے کہ ہم انصار اپنے گھوڑے موت سے بے خطر ہو کر سمندر میں ڈالدیں تو ہم ڈالدیں گے اور پیچھے نہیں ہٹیں گے اور آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے، یہ سن کر اللہ کے نبی ﷺ کا مبارک چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل گیا، اس صورت حال میں اللہ فرما رہا ہے کہ ''اے نبی ایمان والوں کو قریش کے اتنے مضبوط لشکر سے ڈرنا نہیں چاہئے دشمنوں کی تیاری اور اپنی بے سروسامانی سے خوف زدہ نہ ہونا چاہئے میدان جنگ میں کامیابی اللہ کی تائید اور مدد پر ہے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تم کو کامیابی دیں گے، آپ ان کو قریش کی طاقتور فوج کا مقابلہ کرنے پر ابھارئے ان کے حوصلے کو بلند کیجئے خوف اور ڈر کو قریب نہ آنے دیں ہم ان کی حفاظت کریں گے اور دشمنوں کو ذلیل وخوار کرڈالیں گے پہلی ہی جنگ میں ان کی کمر توڑ ڈالیں گے۔

آپ اس آیت کا مطلب لے رہے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ خواہ مخواہ مسلمانوں کو ہمیشہ اور ہر وقت لڑنے پر ابھارے تاکہ دنیا میں مسلمانوں کے سوا کوئی غیر مسلم چین وسکون کے ساتھ نہ رہ سکے یہ اسلام کے خلاف پروپیگنڈا ہے اسلام امن وشانتی کا مذہب ہے سورت نمبر۴/آیت نمبر۹۰/کو دیکھئے؛ لیکن جو لوگ تمہارے دشمن ہیں اور تم کو جینے کا حق نہیں دیتے اور خواہ مخواہ جنگ کو تمہارے سر تھوپ دیں تو ان کے سامنے سیسہ پگھلائی ہوئی دیوار کی طرح جم کر مقابلہ کرنا چاہئے۔

(۲۰) اے ایمان لانے والو تم یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستانہ تعلق نہ بناؤ۔ (سورت نمبر۵/آیت نمبر۵۱)

قرآن کی بہت سی آیتیں مسلمان کو مذہب سے اوپر اٹھ کر ہر انسان کے ساتھ اچھے رہن سہن اور حسن سلوک کی تعلیم دیتی ہیں، لیکن قرآن نے دوسروں کو دوستی میں اپنا

ایسا راز دار بنا لینے سے منع کیا ہے جس سے قومی فوجی اور اجتماعی بھید دوسروں تک پہونچ جائیں، سورت نمبر۳/آیت نمبر ۱۱۸/۱۱۹/۱۲۰/ میں اس کو دیکھا جا سکتا ہے، یہاں بھی ایسی صورت پیش آئی ...... بنوقریظہ قبیلہ کے یہودیوں سے مدینہ میں آکر اللہ کے نبی ﷺ نے معاہدہ کیا تھا کہ نہ ہم آپس میں لڑیں گے اور نہ کسی دوسرے حملہ کرنے والے کی مدد کریں گے بلکہ دشمن کا مقابلہ مل کر کریں گے؛ لیکن ان لوگوں نے معاہدہ کو توڑ دیا اور مکہ جا کر قریش کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا اور کہا کہ تم اگر مسلمانوں سے لڑو گے تو ہم تمہاری مدد کریں گے اسی جنگ کو جنگ احزاب کہا جاتا ہے، کچھ سیدھے سادھے مسلمانوں کے ان سے دوستی اور تعلقات تھے ان سے یہ لوگ راز لے لیا کرتے تھے؛ چونکہ جنگ کی صورت میں یہ چیز بہت نقصان دہ تھی اس لئے منع کر دیا گیا کہ ایسی دوستی نہیں کی جا سکتی جس سے قومی اور فوجی راز و نیاز دشمنوں تک پہونچ جائیں، اور اجتماعی نقصان ہو جائے، یہاں بھی ایسا رہن سہن جس میں ایک دوسرے کے لئے خراب وقت میں مددگار بنے اس سے نہیں روکا جا رہا ہے بلکہ ایسی دوستی سے روکا جا رہا ہے جس سے اپنے ایسے راز دوسروں تک پہونچ جائیں جو قومی اعتبار سے نقصان پہونچانے والے بن جائیں، آج بھی دنیا میں ایسے لوگوں کے لئے بڑی سخت سزا ہوتی ہے جو کسی ملک میں رہتے ہوئے دشمن کے لئے جاسوسی کا کام کریں اور خاص طور پر فوجی راز دشمن کو مہیا کر دیں۔

(۲۱) ان سے لڑو یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے جزیہ دینے لگیں۔
(سورت نمبر۹/آیت نمبر۲۹)

میرے خیال میں محترم ''جے بھگوان گویل'' جی آپ لفظ (جزیہ) سے قرآن پر اعتراض کرنا چاہتے ہیں جس کا ترجمہ آپ نے (غیر مسلموں سے ٹیکس) کیا ہے، حالانکہ

یہ ترجمہ غلط ہے اور آپ اس کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہیں آپ نے شاید یورپین اسلام دشمن کسی شخص کی کتاب دیکھ لی ہے، اور آپ نے بھی وہی بات کہنی شروع کردی جو وہ کہتے کہتے دنیا سے چلے گئے......اب میں آپ کو بتاتا ہوں آپ اس کو غور سے دیکھیں۔

کسی بھی اسلامی ملک میں جو فوج ہوگی وہ مسلمانوں کی ہوگی جو غیر مسلم وہاں رہنے والے ہیں ان کو فوج میں بھرتی ہونا ضروری نہیں ہے، یہ مسلم فوج اسلامی ملک میں مسلمانوں کی محافظ ہوتی ہے مسلمان فوجی ساز وسامان اور فوج کی دوسری ضرورتوں کے لئے اسلامی بینک (بیت المال) کی زکوٰۃ وصدقات وعُشر وغیرہ سے مدد کرتے ہیں، دوسری طرف اسلامی نقطۂ نظر سے اسلامی حکومت اس کی بھی پابند ہے کہ وہ جس طرح مسلمان رعایا کی حفاظت کرے گی اسی طرح غیر مسلم رعایا کی بھی حفاظت کریگی؛ چنانچہ اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ نے اسلامی حکومت کو غیر مسلم رعایا کے بارے میں جن ۱۵/ چیزوں کا پابند فرمایا ہے ان میں پہلی دفعہ یہ ہے (۱) کوئی دشمن ان پر حملہ کرے گا تو غیر مسلموں کی طرف سے لڑا جائے......اب یہاں سے یہ سوال اٹھتا ہے کہ اسلامی فوج کو طاقت کے ساتھ کھڑے رہنے کے لئے مسلمان زکوٰۃ وصدقات اور عشر سے مدد کررہا ہے اور فائدہ بھی اٹھا رہا ہے لیکن غیر مسلم رعایا فائدہ تو اٹھا رہی ہے پر فوج کو طاقت ور بنا کر ان کی حفاظت کرنے کے لئے اسباب فراہم نہیں کررہی ہے اور زکوٰۃ ایک ایسی مذہبی چیز ہے جو کسی غیر مسلم پر واجب نہیں کی جاسکتی اسلام نے اس مقصد کے لئے جو غیر مسلم رعایا پر لاگو کیا ہے اس کو ''جزیہ'' کا نام دیا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر اسلامی حکومت کسی وقت اپنی غیر مسلم رعایا کی حفاظت نہیں کرپائے گی تو وہ جزیہ بھی نہیں لے گی، اور نہ اس کو غیر مسلم رعایا سے جزیہ لینے کا حق ہوگا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں جب شام کو فتح کرلیا تو ''ہرقل'' نے بہت بڑی فوج مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے تیار کی مسلمانوں

نے اپنی ساری طاقت اس کے مقابلہ پر جھونک دی اور ''شام'' میں جو غیر مسلم جزیہ دیتے تھے ان کی حفاظت ان کے دشمن سے مشکل ہو گئی تو انھوں نے اپنے سب گورنروں کو ہدایت کردی کہ جہاں جہاں جس جس سے جزیہ لیا گیا سب ان کو یہ کہہ کر واپس کردو کہ ہم نے جزیہ اس شرط پر لیا تھا کہ ہم تمہاری تمہارے دشمن سے حفاظت کریں گے لیکن موجودہ حالات میں شرط پوری نہیں کر سکتے اس لئے ہم اس کو واپس کرتے ہیں، اس پر عیسائیوں نے دل سے دعا دی کہ اللہ تمہاری حکومت برقرار رکھے اگر تمہاری جگہ رومی لوگ ہوتے تو مال واپس کرنا تو دور کی بات ہے جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ بھی لوٹ لیتے۔

اسی طرح اگر اسلامی ملک میں غیر مسلم رعایا اپنی خواہش سے اسلامی فوج میں شریک ہو جائے تو ان سے بھی جزیہ نہیں لیا جائے گا۔

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں جب ان کی فوج کے سردار ''حبیب ابن مسلمہ'' نے ''جراجمہ'' عیسائی قوم کو فتح کیا تو ان لوگوں نے ضرورت کے وقت فوج میں شریک ہو کر دشمن سے لڑنا خود پسند کیا اسی وجہ سے وہ پوری قوم باوجود یکہ غیر مسلم تھی جزیہ سے مستثنیٰ رہی ڈیڑھ دوسو سال کے بعد ''خلیفہ واثق باللہ'' کے زمانہ میں ان کے گورنر نے ان لوگوں پر جزیہ لگا دیا تو ''جراجمہ'' لوگوں نے باشادہ کے سامنے اپنی تاریخ کو پیش کیا چنانچہ ان کو جزیہ سے اس وقت پھر بری کر دیا گیا۔

میں نے محترم ''گویل'' جی جزیہ کے بارے میں اسلام کا ایک اصول اور اس کی بنیاد پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانہ کے واقعات اس لئے پیش کئے ہیں تاکہ آپ کو حقیقت تک پہونچنا آسان ہو جائے، اور خدا کرے آپ اپنے نظریہ سے ان حقائق اور واقعات کو پڑھ کر پیچھے ہٹ جائیں...... آپ یہ سمجھتے ہیں

کہ اسلام بزور وزبردستی پھیلایا گیا ہے؛لیکن یہ غلط ہے اللہ کے رسول کی غیر مسلم رعایا پر یہ بے مثال مہربانیاں اوران کو دئے ہوئے یہ حقوق اسلام کوقبول کرنے کا سبب بنے ہیں اوراسی وجہ سے اسلام جنگل کی آگ کی طرح پھیل گیا۔

(۲۲) پھر ہم نے ان کے بیچ قیامت کے دن تک کے لئے عداوت اور دشمنی کی آگ بھڑکا دی اور اللہ جلد انھیں بتا دے گا جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں۔ (سورت نمبر ۵/آیت نمبر ۱۴)

یہاں بھی آپ نے وہی کیا جو آپ اس سے پہلے کرتے چلے آئے ہیں ...... پوری آیت کو چھوڑ کراس کے آخری ٹکڑے کو اٹھایا تا کہ یہ معلوم نہ ہو سکے کہ جس سزا اور عذاب کا ذکر ہے اس کا سبب اور کارن کیا تھا پوری آیت اس طرح ہے،''اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم عیسائی ہیں ہم نے ان سے ان کا عہد لیا تھا پھر بھول گئے نفع اٹھانا اس نصیحت سے جوان کو کی گئی تھی پھر ہم نے لگادی آپس میں ان کے دشمنی اور کینہ قیامت کے دن تک اور آخر جتادے گا ان کو اللہ جو کچھ کرتے تھے۔

اللہ نے اپنے انبیاء کی زبانی قوموں سے ایک اللہ کی عبادت کا عہد لیا تھا جس کو خاص طور سے سورت نمبر ۷/کی آیت نمبر ۵۹/۶۵/۷۳/اور ۸۵/میں ذکر کیا گیا ہے جس نے اس عہد کو برقرار رکھا اس کے لئے جنت ہے اور جس نے اس کو توڑ کر ایک ایشور وادتا کی جگہ انیک ایشور وادتا کو اپنایا اس کے لئے جہنم ہے،(دنیا میں رسول کا کہنا نہ ماننے کی کس کو کیا سزا ملی اس کو اگر دیکھنا ہے تو سورت نمبر ۲۶/اور آیت نمبر ۱۲۰/۱۳۹/۱۵۸/۱۷۲/۱۷۳/۱۸۹/کو دیکھئے اور بیا کھیا پڑھئے اس کی تفصیل معلوم ہو جائے گی)۔

حضرت عیسیٰؑ نے بھی بنی اسرائیل کو پہلے رسولوں کی طرح ایک ایشور وادتا کا

حکم دیا تھا سورت نمبر ۱۵/آیت نمبر ۲۷/دیکھئے اور مسیح نے کہا کہ ایک اللہ کو مانو جو کسی کو اللہ کا شریک بنائے گا تو اللہ اس پر جنت کو حرام کردے گا اور اس کا ٹھکانا آگ ہے؛ لیکن بنواسرائیل نے ان کی بات نہیں مانی تو بنواسرائیل کو ایک اور سزا یہ بھی دی گئی کہ عیسائیوں کے خاص طور پر تین فرقے کردئے گئے نسطوریہ (انکا عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح اللہ کے بیٹے ہیں) یعقوبیہ (کہ حضرت مسیح اللہ کے ساتھ متحد ہیں) ملے ہوئے ہیں، ملکائیہ (کہ حضرت مسیح تین خداؤں میں سے ایک ہیں) یہ تین بنیادی فرقے تھے اور تینوں ایک دوسرے کو کافر کہتے تھے......قرآن کی یہ آیت بتارہی ہے کہ یہ سب لوگ ایک ایشور وادتا کو چھوڑ بیٹھے اس لئے اس عقیدۂ شرک کی بنیاد پر وہ جہنم کے مستحق ہوں گے اور قیامت میں ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

(۲۳) ایک کے بعد ایک یہ تین آیتیں ہیں یعنی ۸۸/۸۹/۹۰/ جب تک ان تینوں کا ترجمہ نہیں ہوگا کچھ سمجھ میں نہیں آئیگا۔

(۱) آیت نمبر ۸۸/ کا ترجمہ یہ ہے، ''تم کو کیا ہوا کہ ان منافقوں کے بارے میں تم دو گروہ ہورہے ہو حالانکہ اللہ نے ان کو الٹا پھیر دیا ان کے برے کاموں کے سبب کیا تم ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جن کو اللہ نے گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور اللہ جس کو گمراہی میں ڈال دیں اس کے لئے کوئی راستہ نہ پاؤ گے''۔

(۲) آیت نمبر ۸۹/ ''وہ چاہتے ہیں جس طرح سے وہ کافر (غیر مسلم) ہوئے ہیں اسی طرح سے تم بھی کافر ہوجاؤ پھر تم ایک جیسے ہوجاؤ تو ان میں سے کسی کو اپنا ساتھی نہ بنانا جب تک وہ اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں، اور اگر وہ اس سے پھر جائیں تو انھیں جہاں کہیں

پاؤ پکڑ واور ان کا قتل کرواور ان میں سے کسی کو ساتھی اور معاون نہ بنانا''۔

(۳) آیت نمبر ۹۰ر''مگر جولوگ ایسے ہیں کہ جا ملتے ہیں ایسے لوگوں سے کہ تمہارے اور ان کے درمیان صلح ہے یا خود تمہارے پاس اس حالت سے آئیں کہ ان کا دل تمہارے ساتھ اور اپنی قوم کے ساتھ بھی لڑنے سے تنگ ہو، ''اگر اللہ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا پھر وہ تم سے لڑنے لگتے'' پھر اگر وہ (صلح کر کے) تم سے کنارہ کش رہیں یعنی تم سے نہ لڑیں اور تم پر صلح پیش کریں تو اللہ نے (حالتِ صلح میں) تم کو ان پر (قتل یا قید وغیرہ کی) کوئی راہ نہیں دی''۔

(سورت نمبر ۴ر آیت نمبر ۸۸ر۸۹ر۹۰)

پہلے کئی جگہ جو آپ کر چکے ہیں یہاں بھی آپ نے یہی کیا درمیان سے آپ نے ایک آیت نمبر ۸۹ر کو اٹھایا، لیکن آیت نمبر ۸۸ر اور ۹۰ر کو چھوڑ دیا حالانکہ دوسری دونوں آیتوں کو ملائے بغیر اس آیت کے معنٰی صاف طور پر معلوم نہیں ہوں گے۔

سورت نمبر ۳ر آیت نمبر ۷۲ر دیکھئے تو پتہ چلتا ہے کہ اسلام کے خلاف کچھ یہود اور عیسائی لوگوں کا یہ بھی ایک پروگرام تھا کہ پہلے ایمان کا دعویٰ کر کے مسلمانوں میں داخل ہو جاؤ اور کچھ دن تک مسلمانوں میں رہکر پھر اپنے مذہب میں واپس آجاؤ تا کہ یہ پروپیگنڈا کرنا آسان ہو جائے کہ ہم تو مسلمان بن کر دیکھ آئے ہیں، ''دور کے ڈھول سہانے ہیں'' اندر کوئی جان نہیں ہے۔

ان کو دیکھ سن کر مکہ کے کچھ لوگ بھی اس طرح کا کام کر بیٹھے پہلے مسلمان

ہونے کا دعویٰ کیا کچھ دن مدینہ میں مسلمانوں کے ساتھ رہے اور سامان لانے کے بہانے مکہ جانے کی اجازت مانگی اور پھر واپس نہیں آئے، کچھ مسلمان ان لوگوں کو مسلمان مان رہے تھے اور کچھ غیر مسلمان پہلی آیت نمبر ۸۸/ میں اس کا ذکر ہے پھر دوسری آیت نمبر ۸۹/ میں ان لوگوں کے اصل مقصد پر سے پردہ اٹھا دیا کہ ان لوگوں کا یہ کام تم سب کو غیر مسلم بنانے اور ہمارے ملک کی اصطلاح کے مطابق تمہاری گھر واپسی کے لئے کیا گیا ہے تم ان سے دوستی کا تعلق بھی نہ رکھو، اور ہوشیار رہو اس کا خطرہ ہے کہ کہیں دوستی ہونے پر ان کا رنگ تمہارے اوپر بھی نہ چڑھ جائے، لیکن توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اگر وہ توبہ کر کے آجائیں تو ان کا ابتک کا قصور معاف ہوسکتا ہے نہیں تو تمہارے خلاف ایسا شڑ ینتر کرنے والوں کو جہاں پاؤ مارو۔

اگلی آیت نمبر ۹۰/ میں کہا جا رہا ہے کہ جہاں پاؤ مارو کی سزا مذہب کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ آیت نمبر ۸۸/ میں ان لوگوں نے جو شڑ ینتر رچا تھا اس کی بنیاد پر ہے، نہیں تو جو غیر مسلم صلح و شانتی کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ رہیں تو اسلام کا دروازہ ان کے لئے کھلا ہوا ہے، اسلام کو ان کے مذہب سے کچھ لینا دینا نہیں؛ چنانچہ آیت نمبر ۹۰/ اسی کو صاف طور پر واضح کر رہی ہے۔

یہ آیت نمبر ۹۰/ در حقیقت اسلام کی بھائی چارگی اور غیر مسلموں کے ساتھ رہن سہن کی صحیح تصویر کو پیش کرتی ہے اور اسلام کے خلاف غلط پروپیگنڈے کو بھی کنڈم کرتی ہے اس لئے آپ نے درمیان سے جو ایک آیت نمبر ۸۹/ اٹھائی ہے یہ غلط ہے، آیت نمبر ۸۸/ اور آیت نمبر ۹۰/ کو دیکھئے یہ دونوں آیتیں اسی آپ کی پیش کی ہوئی آیت نمبر ۸۹/ سے سمبندھ رکھتی ہے، جب تک ان آیتوں کو ملایا نہیں جائے گا بات واضح نہیں ہو سکے گی۔

(۲۴) ان (کافروں) غیر مسلموں سے لڑو اللہ تمہارے ہاتھوں انھیں سزا دے گا اور انھیں رسوا کرے گا اور ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے گا اور ایمان والے لوگوں کے دل ٹھنڈے کریگا۔

(سورت نمبر ۹، آیت نمبر ۱۴)

محترم گویل صاحب یہاں بھی آپ نے وہی کیا جو پہلے سے کرتے چلے آئے ہیں؛ کیونکہ اس آیت میں کہیں یہ نہیں آیا ہے کہ ''کافروں'' سے لڑو اس میں تو صرف یہ ہے کہ ''ان'' سے لڑو، جس کا مطلب ہے کہ ان پاپیوں سے لڑو جن کا ذکر اس سے پہلی آیت میں آیا ہے اور اس سے پہلی آیت میں یہ بھی آیا ہے کہ ان کے پاپ کیا ہیں جس کی سزا کا بیان اس آیت نمبر ۱۴ر میں آیا ہے، آپ نے اپنی طرف سے ترجمہ میں ''کافروں'' کی زیادتی بڑھا دی تاکہ آپ تمام غیر مسلموں کے ساتھ لڑائی کے حکم کی تہمت بلا وجہ اسلام کی طرف لگا سکیں؛ حالانکہ کوئی آسمانی مذہب اللہ کے بندوں پر ظلم کی تعلیم نہیں دے سکتا۔

اب آپ محترم ''گویل'' جی آیت نمبر ۱۳ر کو پڑھئے جس کا ترجمہ یہ ہے ......

''تم ایسی قوم سے کیوں نہیں لڑتے جو اپنے معاہدہ کو توڑیں اور فکر میں رہیں کہ رسول اللہ کو نکالدیں اور پہلے انھوں نے چھیڑ کی تم سے کیا ان سے ڈرتے ہو سو تم کو اللہ کا ڈر زیادہ چاہئے اگر تم ایمان رکھتے ہو'' ......اس آیت میں ان کے تین بڑے بڑے قصور بتا کر فرماتے ہیں کہ ایسے پاپیوں سے لڑو اللہ تمہارے ہاتھوں ان کو عذاب کا مزا چکھائے گا؛ چونکہ اللہ کا رسول ......اللہ کا سب سے بڑا محبوب ہوتا ہے اس لئے اپنے محبوب کے ساتھ کوئی شڑ یںتر رچا جائے یہ اللہ کو پسند نہیں ہے؛ چنانچہ دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھوں ان کو سزا دی گئی اور ان کے سلطنت کے تخت کو پلٹ دیا گیا۔

محترم گویل جی ...... یہ میں نے بہت مختصر جواب لکھے ہیں اوراس انداز میں لکھے ہیں جس میں کوئی باریکی نہیں ہے اگر آپ اوپر گزری ہوئی سبھی آیتوں کو یا ایک دو آیت پہلے سے پڑھیں گے اور سمجھنے کی کوشش کریں گے تو بات سمجھ میں آجائے گی، دشواری یہ ہے کہ دنیا کے دوسرے مذاہب کے لوگ سمجھنے کے لئے نہیں بلکہ اسلام پر اعتراض برائے اعتراض کرتے ہیں کیونکہ ان کے پاس علم نہیں ہوتا تو ایسے لوگوں کی سمجھ میں نہ تو آتا ہے اور نہ ان کو سمجھایا جاسکتا ہے، آپ نے اپنے کاغذات کے ساتھ ''وسیم رضوی'' کے اعتراضات جوانھوں نے کورٹ میں پیش کئے تھے تاکہ ان آیتوں کو قرآن سے نکالدیا جائے بھیجے ہیں، کورٹ نے ان کے بارے میں کیا فیصلہ کیا وہ تو دنیا کے سامنے ہے لیکن خود ان کی جماعت نے ان کو مرتد بتایا ہے اور شیعہ علماء اور مجتہدوں نے رضوی کے پاس علم نہ ہونے کی وجہ سے ان کو مذہب شیعہ سے نکالدیا ہے، اب ان اعتراضات کو دیکھتے ہوئے میں ان کو علم سے بالکل محروم سمجھتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ کورٹ کا فیصلہ ۱۰۰/ فیصد صحیح ہے، مجھے افسوس ہے آپ نے بھی قرآن مبارک پر اعتراض کے لئے کسی کا سہارا لیا تو کس کا لیا، اور دامن پکڑا تو کس کا پکڑا، ایشور مجھے اور آپ کو اور سب کو سیدھا راستہ دکھائے اور اپنی کرپا سے نوازے۔ (آمین)

جمعية علماء الهند
JAMIAT ULMA-I-HIND
1, BAHADUR SHAH ZAFAR MARG, NEW DELHI-110002
Phone : 011-23766599, 23738258 E-mail: juh.org2010@gmail.com